سلسلۂ انجمن ترقی اردو نمبر (۷۰)

داستان رانی کیتکی

اور

کنور اودے بھان کی

تصنیف

سید انشاءاللہ خاں انشا

—:o:—

TTON LIBRARY
Date ....
ALIGARH.
UNIVERSITY

سنہ ۱۹۳۳ ع

—:o:—
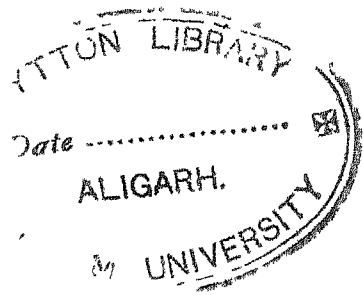
بہ اہتمام محمد صدیق حسن منیجر انجمن ترقی اردو
اورنگ آباد دکن کے مطبع میں چھپ کر شائع ہوئی

بار اول ۱۰۰۰ جلد

قیمت چار آنے

قواعد و ضوابط انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

(۱) سرپرست وہ ہیں جو پانچ ہزار روپے یک مشت یا پانسو روپے سالانہ انجمن کو عطا فرمائیں —
(ان کو تمام مطبوعات انجمن بلا قیمت اعلیٰ قسم کی جلد کے ساتھہ پیش کی جائیں گی) —

(۲) معاون وہ ہیں جو ایک ہزار روپے یک مشت یا سالانہ سو روپے عطا فرمائیں - (انجمن کی تمام مطبوعات ان کو بلا قیمت دی جائیں گی) —

(۳) رکن مدامی وہ ہیں جو ڈھائی سو روپے یک مشت عطا فرمائیں —
ان کو تمام مطبوعات انجمن مجلد نصف قیمت پر دی جائیں گی -

(۴) رکن معمولی انجمن کے مطبوعات کے مستقل خریدار ہیں جو اس بات کی اجازت دے دیں کہ انجمن کی مطبوعات طبع ہوتے ہی بغیر دریافت کیے بذریعہ قیمت طلب پارسل ان کی خدمت میں بھیج دی جائیں - (ان صاحبوں کو تمام مطبوعات پچیس فی صدی قیمت کم کرکے دی جائیں گی)
مطبوعات میں انجمن کے رسالے بھی شامل ہیں —

(۵) انجمن کی شاخیں وہ ہیں جو انجمن کو یک مشت سوا سو روپے یا بارہ روپے سالانہ دیں (انجمن ان کو اپنی مطبوعات نصف قیمت پر دے گی) —

Ram Babu Saksena Collection
۳۴۸۹۵
CHECKED-2002

(الف)

دیباچہ

۱۹۵۷

سید انشا بلا کے ذہین اور طباع تھے، اگر درباری صحبت اور نازوا شوخی اور ظرافت انھیں بیراہ نہ کر دیتی تو وہ اپنا جواب نہ رکھتے۔ انھوں نے اپنی ذہانت اور جودت کو بری طرح خراب کیا، اس پر بھی ان کے کلام میں جو جدت، شگفتگی اور شوخی پائی جاتی ہے وہ کہیں اور نہیں ملتی۔ اردو زبان پر انھیں بڑی قدرت حاصل تھی بلکہ اس کے پورے نبض شناس اور صحیح سمجھنے اور استعمال کرنے والے تھے ایک اردو کیا ہندوستان کی کئی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ آزاد نے خوب کہا ہے کہ ہندوستان کی زبانیں ان کے گھر کی لونڈی ہیں۔ دریائے لطافت کہ اس میں بھی انھوں نے شوخی کو ہاتھ سے نہیں دیا، اس کی شاہد ہے۔

یہ کہانی بھی ان کی جدت طبع کا نتیجہ ہے۔ اس میں یہ التزام

کیا ہے کہ فارسی عربی کا ایک لفظ بھی نہ آنے پائے۔ جو دعویٰ
انھوں نے کیا وہ پورا کر دکھایا۔ عربی فارسی کا ایک لفظ تک نہیں
آیا اور پھر لطف یہ ہے کہ آج کل سی ایسی ہندی نہیں کہ نہ لکھنے
والا سمجھے نہ پڑھنے والا۔ اردو والا بھی سمجھتا ہے اور ہندی والا بھی۔
زبان اور بیان دونوں صاف ہیں۔ اسی کا نام ہندستانی ہے۔ یہ بھی
ہوشیاری کی ہے کہ قصہ ہندوانی رکھا ہے جس میں بہت سے ہندی لفظ بے تکلف
کھپ گئے ہیں اور ناگوار نہیں معلوم ہوتے۔ قصے کہانی میں تو
ایسی زبان نبھ جاتی ہے (اگرچہ وہ بھی آسان نہیں) لیکن ادبی
اور علمی مضامین ادا کرنے کی اس میں سکت نہیں۔ ہندستانی اگر
کوئی زبان ہے یا اگر بنی تو اس کی دوڑ یہیں تک رہے گی۔ علم و ادب
کے میدان میں اس کا ٹھکنا دشوار ہے۔ کہانی میں بعض الفاظ مثلاً
کشتیوں اور آتش بازی کے نام ایسے آگئے ہیں جنھیں ہم بھولے
جاتے ہیں اور آیندہ شاید سمجھ میں بھی نہ آئیں۔ علاوہ اس کے
ہندی کے بعض ایسے خوبصورت لفظ بھی نظر آئیں گے جو آج کل اردو

تحریر میں نہیں آتے - انھیں زندہ کرنا اور موقع محل پر کام میں لانا ضروری ہے - غرض سید مرحوم کی یہ عجیب یادگار ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ بہت قابل داد ہے -

اس داستان کا ذکر مدت سے سنتے آتے تھے لیکن ملتی کہیں نہ تھی - آخر ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی پرانی جلدوں میں اس کا پتا لگا - مسٹر کلنٹ پرنسپل لامارٹن کالج لکھنؤ کو اس کا ایک نسخہ دستیاب ہوا تھا جسے انھوں نے سوسائٹی کے رسالے میں طبع کرا دیا - سنہ ۱۸۵۲ع میں ایک حصہ طبع ہوا اور دوسرا حصہ سنہ ۱۸۵۵ع میں - لیکن بہت غلط چھپی تھی مجبوراً اسی کی نقل میں نے رسالۂ اردو جلد ششم ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ع میں شایع کی اور جہاں تک ممکن ہوا اس کی تصحیح بھی کی - اردو میں شایع ہونے کے بعد میرے عنایت فرما جناب پنڈت منوہر لال زتشی ایم - اے نے ازراہ کرم اس کا ایک نسخہ جو کبھی لکھنؤ میں ناگری حروف میں چھپا تھا، عنایت فرمایا - اس نسخے سے مقابلہ کرکے مزید تصحیح کی گئی

اور اب شاید ایک آدھ مقام کے سوا کہیں کوئی لفظ مشتبہ باقی نہیں رہا۔

میرے شفیق ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی نے اسے علٰحدہ کتاب کی صورت میں شایع کرنے کی فرمائش کی جس کی تعمیل میں ان چند تمہیدی سطروں کے ساتھ یہ پرلطف اور عجیب کہانی شایع کی جاتی ہے۔

عبدالحق

سکرٹری انجمن ترقیٔ اردو

LYTTON LIBRARY
Date ....
ALIGARH
UNIVERSITY
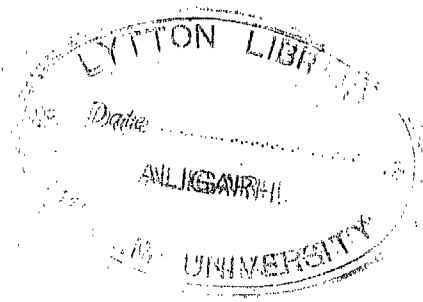
بسم اللہ الرحمن الرحیم

داستان رانی کیتکی اور کنور اودے بھان کی

سر جھکا کر ناک رگڑتا ہوں اوس اپنے بنانے والے کے سامنے جس نے ہم سب کو بنایا اور بات کی بات میں وہ سب کر دیکھایا جس کا بھید کسی نے نہ پایا۔

آتیاں جاتیاں جو سانسیں ہیں
اوسکے بن دھیان سب یہ پھانسیں ہیں

یہ کل کا پتلا جو اپنے اوس کھلاڑی کی سدہ رکھے تو کھٹائی میں کیوں پڑے؟ اور کڑوا کسیلا کیوں ہو؟ اوس پھل کی مٹھائی چکھے جو بڑوں سے بڑے اگلوں نے چکھی ہے۔

دیکھنے کو آنکھہ دی اور سننے کو یہ کان دئے۔ ناک بھی اونچی سب میں کر دی مورتوں کو جی دان دئے۔ مٹی کے باسن کو اتنی سکت کہاں، جو اپنے کمہار کے کرتب کچھہ بتا سکے؟ سچ ہے، جو بنایا ہوا ہو، سو اپنے

بنانے والے کو کیا سراہے؟ اور کیا کہے؟ یوں جس کا جی چاہے پڑا بکے۔ سر سے لگا پاؤں تک جتنے رونگٹے ہیں جو سب کے سب بول اٹھیں اور سراہا کریں اور اتنے برسوں* اسی دھیان میں رہیں جتنی ساری ندیوں میں ریت اور پھول پھلیاں کھیت میں ہیں تو بھی کچھ نہ ہو سکے۔
اس سر جھکانے کے ساتھی دن رات جپتا ہوں اوس داتا کے پہونچے ہوے پیارے کو جس کے لئے یوں کہا ہے "جو تو نہ ہوتا میں کچھ نہ بناتا" اور اوس کا چچیرا بھائی جس کا بیاہ اوسی کے گھر ہوا اوس کی سرت† مجھے لگی رہی ہے۔ میں پھولا اپنے آپ میں نہیں سماتا اور جتنے اون کے لڑکے بالے ہیں اونہیں کے یہاں پر چاو‡ ہے اور کوئی ہو، کچھ میرے جی کو نہیں بھاتا۔ مجھے اس گھرانے کے چھٹ§ کسی لے بھاگ او چک چور ٹھگ سے کیا پڑی؟ جیتے مرتے اونہیں سبھوں کا آسرا اور اون کے گھرانے کا رکھتا ہوں تیسوں گھڑی —

ڈول ڈال ایک انوکھی بات کا

ایک دن بیٹھے بیٹھے یہ بات اپنے دھیان میں چڑھ آئی کہ کوئی کہانی ایسی کہیئے جس میں ہندوی چھٹ اور کسی بول سے نپٹ$ نہ ملے، تب جا کے میرا جی پھول کی کلی کے روپ سے کھلے۔ باہر کی بولی اور

---

* (ن) برس
† دھیان
‡ محبت
§ سوا
$ بالکل

گنواری کچھ اوس کے بیچ نہ ہو - اپنے ملنے والوں میں سے ایک کوئی
بڑے پڑھے لکھے پرانے دھرانے بوڑھے گھاگ یہ کھٹراگ لائے سر
ہلا کر مونہ بنا* کر ناک بھوں چڑھا کر آنکھیں پھرا کر لگے کہنے' یہ بات
ہوتی دکھائی نہیں دیتی - ہندوی پن بھی نہ نکلے اور بھاکھا پن نہ ٹھوس†
جائے - جیسے بھلے لوگ اچھوں سے اچھے آپس میں بولتے چالتے ہیں جوں کا
توں وہی ڈول رہے اور چھانہہ کسی کی نہ پڑے' یہ نہیں ہونے کا! میں
نے اون کی ٹھنڈی سانس کی پھانس کا ٹہوکا کھا کر جھنجلا کر کہا - میں
کچھ ایسا انوکھا‡ بولا نہیں، جو رائی کو پربت کر دکھاؤں اور
جھوٹ سچ بول کے اونگلیاں نچاؤں اور بے سری بے ٹھکانے کی
اولجھی سلجھی باتیں سجھاؤں§ - جو مجھ سے نہ ہو سکتا، تو بھلا یہ بات
منہ سے کیوں نکالتا؟ جس ڈھب سے ہوتا اس بکھیڑے کو ٹالتا —

اب اس کہانی کا کہنے والا یہاں آپ کو جتاتا ہے اور جیسا کچھ
لوگ اوسے پکارتے ہیں کہہ سناتا ہے - دھنا ہاتھ منہ پر پھیر کر آپ کو
جتاتا ہوں - جو میرے داتا نے چاہا تو وہ تاؤ بھاؤ اور آؤ جاؤ اور کود
پھاند اور لپٹ جھپٹ دکھاؤں جو دیکھتے ہی آپ کے دھیان کا گھوڑا،
جو بجلی سے بھی بہت چنچل، اچھلاہٹ میں ہرنوں کے روپ میں ہے اپنی

* (ن) تھتھیا † (ن) گھس ‡ (ن) بڑ بولا § (ن) سجھاؤں

جو کڑی بھول جائے—

گھوڑے پر اپنے چڑھ کے آتا ہوں میں
کرتب جو ہیں سو سب دیکھاتا ہوں میں
اوس چاہنے والے نے جو چاہا تو ابھی
کہتا جو کچھ ہوں کر دیکھاتا ہوں میں

اب آپ کان رکھ کے سنمکھ* ہو کے ٹک ادہر دیکھیے کس ڈہب سے بڑہ چلتا ہوں اور اپنے ان پھول کی پنکھڑی جیسے ہونٹوں سے کس کس روپ سے پھول اوگلتا ہوں—

(کہانی کا اوبھار اور بول چال کی دولہن کا سنگار)

کسی دیس میں کسی راجہ کے گھر ایک بیٹا تھا اوسے اوس کے ماں باپ اور سب گھر کے لوگ کنور اودے بھان کرکے پکارتے تھے۔ سچ مچ اوس کے جوبن کی جوت میں سورج کی ایک سوت آملی تھی۔ اوس کا اچھاپن اور بھلا لگنا کچھ ایسا نہ تھا جو کسی کے لکھنے اور کہنے میں آسکے۔ پندرہ برس بھر کے سولھے میں پانو رکھا تھا۔ کچھ یوہیں سی اوس کی مسیں بھیگتی چلی تھیں۔ اکڑ تکڑ اوس میں بہت سی سما رہی تھی، کسی کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔ پر کسی بات کے سوچ کا

---

* روبرو، سامنے۔

گھر گھاٹ پایا نہ تھا اور چاؤ کی ندی کا پاٹ اون نے دیکھا نہ تھا۔
ایک دن ہریالی دیکھنے کو اپنے گھوڑے پر چڑھ کے اٹکھیل پنے اور
لڑکپن * کے ساتھ دیکھتا بھالتا چلا جاتا تھا - اتنے میں ایک ہرنی جو
اس کے سامنے آئی، تو اس کا جی لوٹ پوٹ ہوا - اس ہرنی کے
پیچھے سب کو چھوڑ چھاڑ کر گھوڑا پھینکا - بھلا کوئی گھوڑا اوس کو
پا سکتا تھا؟ جب سورج چھپ گیا اور ہرنی آنکھوں سے اوجھل ہوئی،
تب تو یہ کنور اودے بھان بھوکھا پیاسا اور اوداسا جماہیاں اور
انگڑائیاں لیتا ہکابکا ہو کے لگا آسرا ڈھونڈھنے - اتنے میں کچھ امریاں
دھیان چڑھیں، اودھر چل نکلا - تو کیا دیکھتا ہے؟ چالیس پچاس
رنڈیاں † ایک سے ایک جوبن میں اگلی ‡ جھولا ڈالے ہوے پڑی
جھول رہی ہیں اور ساون گا تیاں ہیں - جو انھوں نے اوس کو
دیکھا، تو کون؟ تو کون؟ کی چنگھاڑ سی پڑ گئی (اون سبھوں میں سے
ایک کے ساتھ اس کی آنکھ لڑ گئی) - دوھا :

کوئی کہتی تھی یہ اوچکا ہے
کوئی کہتی تھی ایک پکا ہے

وہی جھولنے والی لال جوڑا پہنے ہوے جس کو سب رانی کیتکی

---

* (ن) الھڑ پن   † عورتیں   ‡ بڑھ کر

کہتے تھے، اوس کے بھی جی ہیں اس کی چاہ نے گھر کیا۔ پر کہنے سننے کو اس نے بہت سے ناہ نوہ کی۔ اس لگ چلنے کو بھلا کیا کہتے ہیں؟ یک نہ یک* جو تم جھٹ سے ٹپک پڑے یہ نہ جانا جو یہاں رنڈیاں اپنی جھول رہی ہیں۔ اجی تم جو اس روپ کے ساتھہ بیدھڑک چلے آئے ہو، ٹھنڈی ٹھنڈی چھانہہ چلے جاؤ۔ تب انھوں نے مسوس† کے ملولا‡ کھاکے کہا کہ اتنی رکھائیاں ندیجئے، میں سارے دن کا تھکا ہوا ایک پیڑ کی چھانہہ میں اوس کا بچاؤ کر کے پڑرہوں گا بڑے تڑکے دھوندلکے اوٹھہ کر جدھر کو منہ پڑے گا چلا جاؤں گا۔ کسی کا لیتا دیتا نہیں۔ ایک ہرنی کے پیچھے سب لوگوں کو چھوڑ کر گھوڑا پھینکا تھا، جب تلک اوجالا رہا، اوسی کے دھیان میں تھا۔ جب اندھیرا چھا گیا اور جی بہت گھبرا گیا، ان امریوں کا آسرا ڈھونڈہ کر یہاں چلا آیا ہوں۔ کچھہ روک ٹوک تو نہ تھی جو ماتھا ٹھنک جاتا اور رک رہتا، سر اوٹھائے ہانپتا ہوا چلا آیا۔ کیا جانتا تھا یہ دنیاں یہاں پڑی جھولتی، پینگیں چڑھا رہی ہیں۔ پر یوں ہی بدی تھی، برسوں میں بھی جھولا کروں گا۔ یہ بات سن کر جو لال جوڑے والی، سب کی سر دھری تھی اوس نے کہا۔ ہاں جی بولیاں ٹھولیاں نہ مارو۔ ان کو کہہ دو جہاں جی چاہے اپنے

---

* یکایک † فکر کرکے ‡ رنج، غم، افسوس

پڑرہیں اور جو کچھ کھانے پینے کو مانگیں سو انھیں پہونچا دو - گھر آئے کو کسی نے آج تک مار نہیں ڈالا - ان منہ کا ڈول گال تمتمائے اور ہونٹھ پپڑائے اور گھوڑے کا ہانپنا اور جی کا کانپنا اور گھبراہٹ اور تھرتھراہٹ اور ٹھنڈی سانسیں بھرنا اور ندھال ہوکر گرے پڑنا ان کو سچا کرتا ہے - بات بنائی اور سچوٹی * کی کوئی چھپتی ہے؟ پر ہمارے اور ان کے بیچ میں کچھ اوٹ سی کپڑے لتے کی کردو - اتنا آسرا پا کے سب سے پرے کونے میں جو پانچ سات چھوٹے چھوٹے پودے سے تھے اون کی چھانہہ میں کنور اودے بھان نے اپنا بچھونا کیا - سرہانے ہاتھ دھر کے چاہتا تھا سو رہے، پر نیند کوئی † چاہت کی لگاوٹ میں آتی تھی؟ پڑا پڑا اپنے جی سے باتیں کر رہا تھا - اتنے میں کیا ہوتا ہے؟ جو رات سائیں سائیں بولنے لگتی ہے اور ساتھ والیاں سب سو رہتی ہیں، رانی کیتکی اپنی سہیلی مدن بان کو جگا کر یوں کہتی ہے - اری تو نے کچھ سنا ہے؟ میرا جی اس پر آگیا اور کسی ڈول سے نہیں تھم سکتا - تو سب میرے بھیدوں کو جانتی ہے، اب جو ہونی ہو سو ہو - سر رہتا رہے جاتا جاے، میں اوس کے پاس جاتی ہوں - تو میرے ساتھ چل، پر تیرے پانو پڑتی ہوں کوئی سننے نہ پاوے - اری یہ میرا جوڑا

---

* جو سچ نہ ہو † (ن) کہیں

میرے اور اس کے بنانے والے نے ملا دیا۔ میں اسی لیۓ ان امریوں
مین آئی تھی۔ کیتکی مدن بان کا ہاتھ پکڑے وہاں آن پہونچتی ہے
جہاں کنور اودے بھان لیٹے ہوے کچھ سوچ میں پڑے پڑے بڑبڑا رہے
تھے۔ مدن بان آگے بڑھ کے کہنے لگی۔ تمھیں اکیلا جان کے رانی آپ
آئی ہیں۔ کنور اودے بھان یہ سن کے اوٹھ بیٹھے اور یہ کہا کیوں
نہ ہو جی سے جی کو ملاپ ہے۔ کنور اور رانی دونوں چپ چاپ
بیٹھے تھے، پر مدن بان دونوں کے بدن گدگدا رہی تھی۔ ہوتے ہوتے
اپنے اپنے پتے سب نے کھولے۔ رانی کا پتہ یہ کھلا۔ راجہ جگت پرکاس
کی بیٹی ہیں اور ان کی ما رانی کام لتا کہلاتی ہیں۔ ان کو ما باپ
نے ان کے کہدیا ہے ایک مہینے پیچھے امریوں میں جاکے جھول آیا
کرو۔ آج وہی دن تھا سو تم سے مٹ بھیڑ ہو گئی۔ بہت مہاراجوں کے
کنوروں کی باتیں آئیاں پر کسی پر ان کا دھیان نہ چڑھا۔ تمھارے
دھن بھاگ، جو تمھارے پاس سب سے چھپ کے ہیں جو ان کی لڑکپن
کی گوئیاں * ہوں مجھے ساتھ اپنے لے کے آئیں ہیں۔ اب تم اپنی
کہانی کہو کہ تم کس دیس کے کون ہو۔ انھوں نے کہا میرا باپ
راجہ سورج بھان اور ما رانی لچھمی باس ہے، آپس میں جو گٹھ جوڑا
ہو جاۓ، تو انوکھی اچرج اور اچنبھے کی بات نہیں۔ یوہیں آگے

* سہیلی

سے ہوتا چلا آیا ہے[*]۔ جیسا منہ ویسی تھپڑ[†]، جوڑ توڑ ٹٹول لیتے ہیں۔ دونوں مہاراجوں کو یہ چت[‡] چاہی بات اچھی لگے گی۔ پر ہم تم دونو کے جی کا گٹھ جوڑا چاہیے۔ اس میں مدن بان بول اوٹھی۔ سو تو ہوا۔ اب اپنی اپنی انگوٹھیاں ہیر پھیر کرلو اور آپس میں لکھوٹی[$] بھی لکھدو۔ پھر کچھ ہچر مچر نہ رہے۔ کنور اودے بھان نے اپنی انگوٹھی رانی کیتکی کو پہنادی اور رانی کیتکی نے انگوٹھی کنور کی انگلی میں ڈال دی[¶] اور ایک دھیمی سی چٹکی بھی لے لی۔ اس میں مدن بان بول اوٹھی۔ جو سچ پوچھو تو اتنی بھی بہت ہوئی اتنا بڑھ چلنا اچھا نہیں میرے سر چوٹ ہے۔ اب اوٹھ چلو اور ان کو سونے دو اور روئیں پڑے رونے دو۔ بات چیت تو ٹھیک ٹھاک ہو چکی تھی، پچھلے پہر سے رانی تو اپنی سہیلیوں کو لیکے جدھر سے آئی تھی ادھر چلی گئی اور کنور اودے بھان اپنے گھوڑے کی پیٹھ لگ کر اپنے لوگوں سے مل کر اپنے گھر پہونچے۔ کنور جی کا انوپ روپ کیا کہوں کچھ کہنے میں نہیں آتا۔ کھانا نہ پینا نہ لگ چلنا، کسی سے کچھ کہنا نہ سننا۔ جس دھیان میں تھے اوسی میں گھوٹے رہنا اور گھڑی گھڑی کچھ کچھ سوچ سوچ سر دھننا۔ ہوتے ہوتے اس بات کا لوگوں میں چرچا پھیل

---

* (ن) ہوتی چلی آئی † (ن) تھپیڑا ‡ منشا کے مطابق، حسب مراد $ تحریر ¶ (ن) اور رانی کیتکی نے اپنا چھلا کنور اودے بھان کی اُنگلی میں ڈال دیا۔

گیا - کسی کسی نے مہاراج اور مہارانی سے بھی کہا کچھہ دال میں کالا ہے - وہ کنور اودے بھان جن سے تمھارے گھر کا اوجالا ہے ان دنوں کچھہ اس کے برے تیور بے ڈول آنکھیں دیکھائی دیتی ھیں - گھر سے باھر پانو نہیں دھرتا - گھر والیاں جو کسی ڈول سے بہلاتیاں ھیں تو اور کچھہ نہیں کرتا ایک اونچی سانس لیتا ہے بہت کسی نے چھیڑا تو چھپر کھٹ پر جا کے اپنا مونھہ لپیٹ کے آٹھہ آٹھہ آنسو پڑا روتا ہے - یہ سنتے ھی ماں باپ کنور کے پاس دوڑے آے - گلے لگایا مونھہ چوما، پانو پر بیٹے کے گر پڑے، ہاتھہ جوڑے اور کہا - جی کی بات ہے سو کہتے کیوں نہیں؟ کیا دکھہ پڑا* ، جو پڑے پڑے کراھتے ھو؟ راج پاٹ جس کو چاھو دے ڈالو - کہو تو تم کیا چاھتے ھو - تمھارا جی کیوں نہیں لگتا؟ بھلا، وہ ہے کیا، جو ھو نہیں سکتا، مونھہ سے بولو جی کھولو جو کہنے میں کچھہ سوچتے† ھو تو ابھی لکھہ بھیجو - جو کچھہ لکھو گے جوں کی توں وھی کر تمھیں دے جاویں گے - جو تم کہو کنویں میں گر پڑو تو ہم دونو ابھی گر پڑتے ھیں، جو کہو سر کاٹ ڈالو تو ابھی سر کاٹ ڈالتے ھیں - کنور اودے بھان وہ جو بولتے ھی نہ تھے انہوں نے لکھہ بھیجنے کا آسرا پاکے اتنا بولے - "اچھا آپ سدھارئے میں لکھہ بھیجتا ھوں - پر میرے اوس لکھہ بھیجنے کو میرے مونھہ پر کسی ڈھب سے نہ لانا نہیں تو

---

* (ن) دکھڑا ہے † گھبرانا -

میں شرماؤں* گا-اسی لیے مکھ بات† ہو کے میں نے کچھ نہ کہا" اور یہ لکھ بھیجا- "اب جو میرا جی ناک میں آ گیا اور کسی ڈھب نہ رہا گیا اور آپ نے مجھے سو سو روپ سے کھولا اور بہت سا ٹھولا، تب تو لاج چھوڑ کے ہاتھ جوڑ کے موںھ کو پھوڑ کے گھگیا کے یہ لکھتا ہوں- جگ میں چاہ کے ہاتھوں کسی کو سکھ نہیں ہے- بھلا، وہ کون ہے جس کو دکھ نہیں- وہ اس دن جو میں ہریالی دیکھنے کو گیا تھا، وہاں جو میرے سامنے ایک ہرنی کنوتیاں اوٹھائے ہوئے ہولی تھی اس کے پیچھے میں نے گھوڑا بگ چھٹ پھینکا، جب تک اوجالا رہا اسی کے دھن میں چلا گیا- جب اندھیرا ہو گیا اور سورج ڈوبا تب جی میرا بہت اوداس ہوا- امریاں تاک کے میں اون میں گیا، تو اون امریوں کا پتا پتا میرے جی کا گاہک ہوا، وہاں کا یہ سپھل‡ ہے، کچھ رنڈیاں جھولا جھول رہیں تھیں- اون سب کی سردھری کوئی رانی کیتکی مہاراجہ جگت پرکاس کی بیٹی ہیں اونہوں نے یہ انگوٹھی اپنی مجھے دی اور میری انگوٹھی انہوں نے لی اور لکھاوٹ$ بھی لکھ دی- سو یہ انگوٹھی اون کی لکھاوٹ$ سمیت میرے لکھے ہوئے کے ساتھ پہونچتی ہے- آپ دیکھ لیجئے اور جس میں بیٹے کا جی رہ جائے وہ کیجئے- مہاراج اور مہارانی اوس بیٹے کے لکھے ہوئے پر سونے کے پانی سے یوں لکھتے

---

* (ن) لجاؤں   † زبانی   ‡ کام کاج دستور
$ (ن) لکھوت

ھیں - ہم دونوں نے اوس انگوٹھی اور لکھاوٹ * کو اپنے آنکھوں سے ملا - اب تم اپنے جی میں کچھہ کڑھو مت جو رانی کیتکی کے ما باپ تمھاری بات مانتے ھیں تو ہمارے سمدھی اور سمدھن ھیں، دونو راج ایک جاگھہ ھو جائیں گے اور جو کچھہ ناہ نوہ کی ٹھیرے گی تو جس ڈول سے بن آویگا ڈھال تلوار کے بل تمھاری دلہن ہم تم سے ملاویں گے، آج سے اوداس مت رہا کرو کھیلو کودو بولو چالو آنندیں کرو † - ہم اچھی گھڑی سبھہ مہورت سوچ کے تمھارے سسرال میں کسی بامھن کو بھیجتے ھیں جو بات چت چاھی ٹھیک کر لاوے - بامھن جو سبھہ گھڑی دیکھہ کر ہڑبڑی سے گیا تھا اوس پر بڑی کڑی پڑی - سنتے ھی رانی کیتکی کے باپ نے کہا اون کے ہمارے ناتا نہیں ھونے کا، اون کے باپ دادے ہمارے باپ دادوں کے آگے سدا ہاتھہ جوڑ کے باتیں کرتے تھے اور جو ٹک تیوری چڑھی دیکھتے تھے تو بہت ڈرتے تھے، کیا ھوا جو اب وے بڑھ گئے اور اونچے پر چڑھ گئے - جس کے ماتھے ہم بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے ٹیکا لگاویں وہ مہاراجوں کا راجہ ھو جائے، کس کا منہ جو یہہ بات ہمارے منہ پر لاے - بامھن نے جل بھن کے کہا اگلے بھی اسی بچار میں تھے اور بھری سبھا میں یہی کہتے تھے - ہم میں اون میں کچھہ گوت کا تو میل نہیں ہے - پھر کنور کی ھٹ سے کچھہ ہماری نہیں

---

* (ن) لکھوت   † خوش رھو، مزے کرو

چلتی، نہیں تو ایسی اوچھی بات کب ہمارے منہ سے نکلتی؟ یہ سنتے ہی
مہاراج نے بامھن کے سر پر پھولوں کی چھڑی پھینک ماری اور کہا جو
بامھن کے ہتیا کا دھڑکا نہ ہوتا تو تجکو ابھی چکی میں دلوا ڈالتا۔ اس کو
لے جاؤ اور ایک اندھیری کوٹھری میں موند رکھو۔ جو اس بامھن پر بیتی
سو سب کنور اودے بھان کے ما باپ نے سنتے ہی لڑن کی ٹھان اپنے ٹھاٹھ
باندہ کر دل بادل جیسے گھر آتے ہیں چڑہ آیا۔ جب دونوں مہاراجوں
میں لڑائی ہونے لگی رانی کیتکی ساون بھادوں کے روپ سے رونے لگی
اور دونو کے جی پر یہ آ گئی۔ یہ کیسی چاہت ہے جس میں لو ہو برسنے
لگا اور اچھی باتوں کو برسنے لگا۔ کنور نے چپکے سے یہ لکھہ بھیجا۔ "اب
میرا کلیجا ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے دونوں مہاراجوں کو آپس میں
لڑنے دو۔ کسی ڈول سے جو ہو سکے تو تم مجھے اپنے پاس بلا لو، ہم تم
دونوں مل کے کسی اور دیس کو نکل چلیں، جو ہونی ہو سو ہو۔ سر
رہتا رہے جاتا جاے"۔ ایک مالن جس کو پھول کلی کر سب پکارتے تھے
اون نے اوس کنور کی چٹھی کسی پھول کی پنکھڑی میں لپیٹ سپیٹ
کے رانی کیتکی تک پہونچا دی۔ رانی نے اوس چٹھی سے آنکھیں اپنی
ملیں اور مالن کو ایک تھال بھر کے موتی دئے اور چٹھی کی پیٹھہ پر اپنے منہ
کی پیک سے یہ لکھا "اے میرے جی کے گاہک جو تو مجھے بوٹی بوٹی کر

چیل کوے کو دے ڈالے تو بھی میری آنکھیں کو چین کلیجہ میں سکھ
ھووے، پر یہ بات بھاگ چلنے کی اچھی نہیں، ڈول سے بیٹا بیٹی کے باہر ہے
جی تجھ سے پیارا نہیں ایک تو کیا جو کروڑ جی جاتے رہیں پر بھاگنے کی
کوئی بات ہمیں رہتی* نہیں،،- یہ چٹھی پیک بھری جو کنور تک جا پہونچتی
ہے وہ کئی ایک سونے کے ہیرے موتی پکھراج کے کھچا کھچ بھرے ھوے تھال
نچھاور کر کے لٹا دیتا ہے اور† چٹھی سے اس کی بیکلی جو گنی چگنی ھو جاتی
ہے اور اس چٹھی کو اپنے گورے ڈنڈ پر باندھ لیتا ہے -

(آنا جوگی مہندر گر کا کیلاس پہاڑ سے اور ہرن
ہرنی کر ڈالنا کنور اودے بھان اور اس کے ماباپ کا)

جگت پرکاس اپنے گرو کو جو کیلاس پہاڑ پر رھتا تھا، یوں لکھ بھیجتا
ہے، کچھ ہماری سہاے‡ کیجیے مہاکٹھن ہم بپتا ماروں کو پڑی ہے،
راجہ سورج بھان کو اب یہاں تک باو بھک نے لیا ہے جو انہوں نے ہم
سے مہاراجوں سے ناتے کا ڈول کیا ہے- کیلاس پہاڑ اکڈال چاندی کا ہے،
اوس پر راجہ جگت پرکاس کا گرو جس کو اندر لوک کے لوگ سب مہندر گر

* (ن) ذرا بھی † (ن) جتنی اُس کی بیکلی تھی
‡ مدد

کہتے تھے، دھیان گیان میں کوئی نوے لاکھ اتیتوں* کے ساتھ ٹھاکر کے بھجن میں دن رات رہا کرتا تھا - سونا روپا تانبے رانگے کا بنانا تو کیا اور گٹکا مونھ میں لیکے اڑنا ورے رہے، اس کی اور باتیں اس اس ڈھب کی دھیان میں تھیں جو کچھہ کہنے سننے سے باہر ھیں - ہنتھہ سونے روپے کا برسا دینا اور جس روپ میں چاھنا ھو جانا سب کچھہ اس کے آگے ایک کھیل تھا اور گانے میں مہادیو جی چھٹ سب اوس کے آگے کان پکڑتے تھے - سرسوتی جس کو ہندو کہتے ھیں آدہ شکتی، اون نے بھی اسی سے کچھہ گنگنانا سیکھا تھا - اس کے سامنے چھہ راگ چھتیس راگنیاں آٹھہ پہر روپ دھروں کا سا دھرے ھوے اس کی سیوا میں ہاتھہ جوڑے کھڑی رہتی تھیں - وہاں اتیتوں کو یہ کہکر پکارتے تھے بھیرونگر، بھبھاس گر، ہنڈو لگر، میگھہ ناتھہ کدارناتھہ دیپک داس، جوتی سروپ، سارنگ روپ اور اتیتیاں† اس ڈھب سے کہلاتی تھیں، گوجری، ٹوڑی، اساوری، گوری، مالسری بلاول، جب چاھتا تھا ادہر میں سنگاسن پر بیٹھہ اوڑاے پھرتا تھا اور نوے لاکھہ اتیت گٹکے اپنے اپنے منہ لیے ھوے گیروے بستر‡ پہنے جٹا بکھیرے اس کے ساتھہ ھوتے تھے - جس گھڑی راجہ جگت پرکاس کی چٹھی ایک بھگو$ لے پہونچتا ہے جوگی مہندر گر ایک چنگھاڑ مارکر دل بادلوں کو تہلکا دیتا ہے -

* فقیروں، درویشوں - † (ن) اتیتنیں ‡ لباس
$ بھاگا ہوا - پناہ گزین -

باگھمبر پر بیٹھ بھبوت اپنے منہ کو مل کچھ کچھ پڑھنت کرتا ہوا باو کے
گھوڑے کی بیٹھ پر لاگا اور سب اتیت مرگ چھالوں پر بیٹھے ہوئے گٹکے
منہ میں لئے ہوئے بول اوٹھے "گورکھ جاگا" - ایک آنکھ کی جھپک
میں وہاں آن پہونچتا ہے جہاں دونوں مہاراجوں میں لڑائی ہو رہی
تھی - پہلے تو ایک کالی آندھی آئی پھر اولے برسے پھر ایک بڑی آندھی آئی
کسی کو اپنی سدھ بدھ نہ رہی ہاتھی گھوڑے اور جتنے لوگ اور بھیڑ بھاڑ
راجہ سورج بھان کی تھی کچھ نہ سمجھا گیا کدھر گئی اونہیں کون اٹھالے گیا اور
راجہ جگت پرکاس کے لوگوں پر اور رانی کیتکی جی کے لوگوں پر کیوڑے کی
بوندوں کی نھنی نھنی پھار سی پڑنے لگی - جب یہ سب کچھ ہو چکا تو گرو جی
نے اپنے اتیتوں سے کہہ دیا اودے بھان سورج بھان، لچھمی باس ان
تینوں کو ہرن ہرنی بنا کے کسی بن میں چھوڑ دو اور جو ان کے ساتھی
ہوں ان سبھوں کو توڑ پھوڑ دو - جیسا کچھ گرو جی نے کہا جھٹ پٹ
وہی کیا - بپت کا مارا کنور اودے بھان جی اور اس کا باپ مہاراجہ
سورج بھان اور اس کی ما مہارانی لچھمی باس ہرن ہرنی بن بن کی ہری
ہری گھاس کئی برس تک چگتے رہے اور اوس بھیڑ بھڑکے کا تو کچھ ٹھل
بیڑا نہ ملا جو کدھر گئی اور کہاں تھی - یہاں کی یہاں ہی رہنے دو - آگے سنو

اب رانی کیتکی کی بات - اور مہاراجہ جگت پرکاس کی سہتی* ان کے گھر
کا گھر گرو جی کے پانو پر گرا اور سب نے سر جھکا کر کہا مہاراج یہ آپ
نے بڑا کام کیا ہم سب کو رکھ لیا جو آپ آج آنہ پہنچتے تو کیا رہا تھا،
سب نے مر مٹنے کی ٹھان لی تھی، ان پاپیوں سے کچھ نہ چلیگی یہ جان لی
تھی - راج پاٹ سب ہمارا اب نچھاور کر کے جس کو چاہیے دے ڈالیے
ہم سب کو اتیت بنا کے اپنے ساتھ لیجیے، راج ہم سے نہیں تھمتا،
سورج بھان کے ہاتھ سے آپ نے بچایا اب کوئی ان کا چچا چندر بھان
چڑھ آویگا تو کیونکر بچنا ہوگا، اپنے آپ میں تو سکت نہیں پھر ایسی
راجہ کا پھٹے منہ، ہم کہاں تک آپ کو ستایا کریں گے - یہ سن کے
جوگی مہندر گر نے کہا تم سب ہمارے بیٹا بیٹی ہو، آنند یں کرو دندناؤ
سکھ چین سے رہو، ایسا وہ کون ہے جو تمہیں آنکھ بھر اور ڈھب سے
دیکھ سکے - یہ بگھمبر† اور یہ بھبوت ہم نے تمہیں دیا آگے جو کچھ
ایسی گاڑ‡ پڑے تو اس بگھمبر میں سے ایک رونگٹا توڑ کر آگ دھر
کے پھونک دیجو، یہ رونگٹا پھونکنے نہ پاویگا جو ہم آن پہنچیں گے - رہا
بھبوت سو اس لئے ہے جو کوئی چاہے جب اسے انجن کرے وہ سب
کچھ دیکھ لے اور اسے کوئی نہ دیکھے، جو چاہے کرلے - گرو مہندر گر

---

* سہیت † (ن) باگھمبر - شیر کی کھال
‡ سختی، مشکل

۳۴۸۱۹۵

جن کے پانو پوجیے اور دھن مہاراج کہیے ان سے تو کچھ چھپاو نہیں، مہاراجہ جگت پرکاس ان کو مورچھل کرتے ہوے رانیوں کے پاس لے گیے۔ سونے روپے کے پھول ہیرے موتی گود بھر بھر سب نے نچھاور کیے اور ماتھے رگڑے۔ انھوں نے سب کی پیٹھیں ٹھوکیں۔ رانی کیتکی نے بھی ڈنڈوت کی پر جی ہی جی میں بہت سی گرو جی کو گالیاں دیں۔ گرو جی سات دن سات راتیں یہاں رہ کے راجہ جگت پرکاس کو سنگاسن میں بٹھا کر اپنے اس بگھمبر پر اسی ڈول سے کیلاس پہاڑ پر آدھمکے۔ راجہ جگت پرکاس اپنے اگلے ڈھب سے راج کرنے لگے۔

(رانی کیتکی کا مدن بان کے آگے رونا، پچھلی باتوں کا دھیان کرکے ہاتھ جی سے دھونا اپنی بولی کی دھن میں:۔)

رانی کو بہت سی بے کلی تھی
کب سوجھتی* وہ† بری بھلی تھی

---

* (ن) سوجھتی   † (ن) کچھ

چپکے چپکے کراہتی تھی
جینا اپنا نہ چاہتی تھی
کہتی تھی کبھی اری مدن بان
ہے آٹھ پہر مجھے وہی دھیان
یاں پیاس کسے بھلا کسے بھوکھ
دیکھوں ہوں دہی ہرے ہرے روکھ
ٹپکے کا ڈر ہے اب یہ کبھی
چاہت کا گھر ہے اب یہ کبھی
امریوں میں ان کا وہ اترنا
اور رات کا سائیں سائیں کرنا
اور چپکے سے اٹھ کے میرا جانا
اور تیری* وہ چاہ کا جتانا
ان کی وہ اتار انگوٹھی لینی
اور اپنی انگوٹھی ان کو دینی
آنکھوں میں میری وہ پھر رہی ہے
جی کا جو روپ تھا وہی ہے

* (ن) تیرا

کیوں کر انھیں بھولوں کیا کروں میں
ماں باپ سے کب تلک ڈروں میں
اب میں نے سنا ہے اے مدن بان
بن بن کے ہرن ہوئے او دے بھان
چرتے ہوں گے ہری ہری دوب
کچھ تو بھی پسیج سوچ میں ڈوب
میں اپنی گئی ہوں چوکڑی بھول
مت مجھ کو سونگھایہ ڈہڈہے* پھول
پھولوں کو اٹھا کے یہاں سے لے جا
سو ٹکڑے ہوا میرا کلیجا
بکھرے جی کو نہ کر اکٹھا
ایک گھاس کا لا کے رکھ دے گٹھا
ہریالی اسی کی دیکھ لوں میں
کچھ اور تو تجھ کو کیا کہوں میں
ان آنکھوں میں ہے بھڑک ہرن کی
پلکیں ہوئیں جیسی گھاس بن کی

---

* شوخ رنگ کے پھول

جب دیکھئے ڈبڈبا رہی ہیں
اوسیں آنسو کی چھا رہی ہیں
یہ بات جو جی میں گڑ گئی ہے
ایک اوس سی مجھ پہ پڑ گئی ہے

اسی ڈول سے جب اکیلی ہوتی تھی تب مدن بان کے ساتھ ایسے ہی موتی پروتی تھی —

(بھبوت مانگنا رانی کیتکی کا اپنی ماں رانی کام لتا سے آنکھ مچول کھیلنے کے لئے اور روٹھ رہنا اور راجہ جگت پرکاس کا بلانا اور پیار سے کچھ کچھ کہنا اور وہ بھبوت دینا)

ایک رات رانی کیتکی نے اپنی ماں کام لتا سے بھلاوے میں ڈال کے یہ پوچھا گروجی گسائیں مہندر گر نے جو بھبوت باپ کو دیا تھا وہ کہاں رکھا ہوا ہے اور اس سے کیا ہوتا ہے۔ اس کی ماں نے کہا میں تیری واری تو کیوں پوچھتی ہے۔ رانی کیتکی کہنے لگی آنکھ مچول کھیلنے کے لئے چاہتی ہوں، جب اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلوں اور چور بنوں تو کوئی مجھ کو پکڑ نہ سکے۔ رانی

کام لتا نے کہا وہ کھیلنے کے لیے نہیں ہے، ایسے لٹکے کسی برے دن کے سنبھال لینے کو ڈال رکھتے ہیں۔ کیا جانے کوئی گھڑی کیسی ہے، کیسی نہیں۔ رانی کیتکی اپنی ماں کی اس بات سے اپنا منہ تھتھا کے اوٹھ گئی اور دن بھر بن کھائے پیے پڑی رہی مہاراج نے جو بلایا تو کہا مجھے رچ* نہیں۔ تب رانی کام لتا بول اٹھیں اجی کچھ تم نے سنا بھی، بیٹی تمھاری آنکھ مچول کھیلنے کے لیے وہ بھبوت گروجی کا دیا ہوا مانگتی تھی، میں نے نہ دیا اور کہا لڑکی یہ لڑکپن کی باتیں اچھی نہیں، کسی برے دن کے لیے گروجی دے گئے ہیں۔ اسی پر مجھ سے روٹھی ہے، بہتیرا بہلاتی پھسلاتی ہوں، مانتی نہیں۔ مہاراج نے کہا بھبوت تو کیا مجھے تو اپنا جی بھی اس سے پیارا نہیں، اس کی ایک گھڑی بھر کے بہل جانے پر ایک جی تو کیا جو لاکھ جی ہوں تو دے ڈالیے، رانی کیتکی کو ڈبیا میں سے تھوڑا سا بھبوت دیا۔ کئی دن تلک آنکھ مچول اپنے ماں باپ کے سامنے سہیلیوں کے ساتھ کھیلتی، سب کو ہنساتی رہتی، جو سو سو تھال موتیوں کے نچھاور ہوا کیے کیا کہوں ایک چہل تھی جو کہیے تو کروڑوں پوتھیوں میں جیوں کے تیوں نہ آسکے —

---

* اشتہا

(رانی کیتکی کا چاہت سے بیکل ہوا پھرنا
اور مدن بان کا ساتھ دینے سے نہیں کرنا)

ایک رات رانی کیتکی اسی دھیان میں اپنی مدن بان سے کہہ اٹھی اب میں نگوڑی لاج سے کٹ گرتی ہوں تو میرا ساتھ دے۔ مدن بان نے کہا کیوں کر، رانی کیتکی نے وہ بھبوت کا لینا اسے جتایا* اور یہ سنایا سب یہ آنکھ مچول کی جھائیں میں نے اسی دن کے لیئے کر رکھیں تھیں۔ مدن بان کہنے لگی میرا کلیجہ تھرتھرانے لگا اے† یہ مانا تم اپنی آنکھوں میں اس بھبوت کا انجن کرلو گی اور میرے بھی لگا دو گی تو ہمیں تمہیں کوئی نہ دیکھے گا اور ہم تم سب کو دیکھیں گے، پر ایسے ہم کہاں سے جی چلے ہیں جو بن لیئے ساتھ جو بن ساتھ بن بن بھٹکا کریں اور ہرنوں کے سینگوں میں دونوں ہاتھ ڈال کے لٹکا کریں اور جس کے لیئے یہ سب کچھ ہے سو وہ کہاں اور ہووے تو کیا جانے جو یہ رانی کیتکی جی اور یہ مدن بان نگوڑی نچی کھسوٹی ان کی سہیلی ہے۔ چھولیے اور بھاڑ میں جائے یہ چاہت

---

* (ن) چتا دیا † (ن) میں

جس کے لیئے ماں باپ راج پاٹ سکھ نیند لاج کو چھوڑ کر ندی کے کچھاڑوں میں پھرنا پڑے سو بھی بے ڈول جو وہ اپنی روپ میں ہوتے تو بھلا تھوڑا بہت کچھ آسرا تھا - نہ جی یہ ہم سے نہ ہو سکے گا، مہاراج جگت پرکاس اور مہارانی کام لتا کا ہم جان بوجھ کر گھر اجاڑیں اور بہکا کے ان کی بیٹی جو اکلوتی لاڈلی ہے اس کو لے جاویں اور جہاں تہاں اسے بھٹکا بناس پتی کھلاویں اور اپنے چونڈے کو ہلاویں - اے جی اس دن تمہیں یہ بوجھ نہ آئی تھی جب تمہارے اور اس کے ماں باپ میں لڑائی ہو رہی تھی اس نے اس مالن کے ہاتھ تمہیں لکھ بھیجا تھا بھاگ چلیں تب تو اپنی منہ کی پیک سے اس کی چٹھی کی پیٹھ پر جو لکھا تھا سو کیا بھول گئی - تب تو وہ تاؤ بھاؤ دکھایا تھا اب جو وہ کنور اودے بھان اور ان کے ماباپ تینوں جنے بن بن کے ہرن ہرنی بنے ہوئے کیا جانیئے کدھر ہونگے کہ ان کی دھیان پر وہ کر بیٹھی جو کسی نے تمہارے گھرانے بھر میں نہیں کی - اس بات پر مٹی ڈال دو نہیں تو پچھتاؤ گی اور اپنا کیا پاؤ گی - مجھ سے تو کچھ نہ ہو سکے گا - تمہاری کچھ اچھی بات ہوتی ہو تو جیتے جی میرے منہ سے نہ نکلتی پر یہ بات میرے پیٹ میں نہیں پچ سکتی - تم ابھی الھڑ

ہو تم نے کچھ دیکھا نہیں جو اسی بات پر تمہیں سچ مچ ڈھلتا دیکھوں گی تو تمہارے ماں باپ سے کہہ کر وہ بھبوت جو موا نگوڑا بھوت مچھندر کا پوت اندھوت دیگیا ہے ہاتھ مڑوڑوا کے چھنوا لوں گی - رانی کیتکی نے یہ رکھائیاں مدن بان کی سنکر ہنس کے ٹال دیا اور کہا جس کا جی ہاتھ میں نہو وہ* ایسی ایسی لاکھوں سوچتی ہے پر کہنے اور کرنے سے بہت سا پھیر ہے، یہ بھلا کوئی اندھیر ہے، جو ماں باپ کو چھوڑ ہرنوں کے لیئے† پڑی دوڑتی پھروں - پر اری تو بڑی باولی چڑیا ہے جو تو نے یہ بات ٹھیک ٹھاک کر جان لی اور مجھ سے لڑنے لگی -

(رانی کیتکی کا بھبوت آنکھوں میں لگا کر گھر سے
باہر نکل جانا اور سب چھوٹے بڑوں کا تلملانا)

دس پندرہ دن پیچھے ایک رات رانی کیتکی بن کہے مدن بان کے وہ بھبوت آنکھوں میں لگا کر گھر سے باہر نکل گئی - اور کچھ

---

* (ن) اُسے ایسی لاکھوں سوجھتی ہے -

† (ن) پیچھے دوڑتی کرچھال مارتی ·

کہنے میں نہیں آتا جو ماں باپ پر ہوئی - یہ بات ٹھہرا دی گرو جی نے کچھ سمجھ کر رانی کیتکی کو اپنے پاس بلا لیا ہوگا مہاراجہ جگت پرکاس اور مہارانی کام لتا راج پاٹ سب کچھ اس بروگ* میں چھوڑ چھاڑ ایک پہاڑ کی چوٹی پر جا بیٹھے اور کسی کو اپنے لوگوں میں سے راج تھامنے کے لیئے چھوڑ آ ے† - تب مدن بان نے وہ سب باتیں کھولیاں - رانی کیتکی کے ماں باپ نے یہ کہا اری مدن بان جو تو بھی اس کے ساتھ ہوتی‡ تو کچھ ہمارا جی ٹھہرتا - اب جو وہ تجھے لے جائیں تو، تو کچھ ہچر مچر نہ کیجیو، ان کے ساتھ ہو لیجو، جتنا بھبوت ہے تو اپنے پاس رکھ ہم کیا اس راکھ کو چولھے میں ڈالیں گے، گرو جی نے تو دونوں راجوں کا کھوج کھو دیا، کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ دونوں بے ٹھور$ رہے اور جگت پرکاس اور کام لتا کو یوں تلپٹ کیا - بھبوت نہ ہوتا تو یہ باتیں کاہے کو سامنے آتیں - ندان مدن بان بھی ان کے ڈھونڈھنے کو نکلی، انجن لگائے ہوے کیتکی، رانی کیتکی، کہتی ہوئی چلی جاتی تھی - بہت دنوں پیچھے کہیں رانی کیتکی بھی ہرنوں

---

* جدائی   † (ن) گئیے -

‡ (ن) تو ایک سے دو بھلی تھی - $ بے ٹھکانے

کی ڈاروں میں اودے بھان، اودے بھان، جھنگھارتی ھوئی آ نکلی - جو
ایک نے ایک کو تار کر یوں پکارا اپنی اپنی آنکھیں دھو ڈالو،
ایک ڈبرے پر بیٹھ کر دونوں کی مٹ بھیڑ ھوئی، گلے مل کے ایسی
روئیاں جو پہاڑوں میں کوک سی پڑ گئی-

دوہا اپنی بولی کا

چھا گئی ٹھنڈی سانس جھاڑوں میں
پڑ گئی کوک سی پہاڑوں میں

دونوں جنیاں ایک ٹیلے پر اچھی سی چھاں تاڑ کے آ بیٹھیاں
اپنی اپنی باتیں دھرانے لگیں-

(بات چیت رانی کیتکی کی مدن بان سے)

رانی کیتکی نے اپنی بیتی سب کہی اور مدن بان وھی اگلا جھینکنا
جھینکا کی اور ان کے ماں باپ نے ان کے لئے جو جوگ سادھا اور جو
بروگ لیا تھا سب کہا- جب مدن بان یہ سب کہہ چکی تو پھر ہنسنے لگی-
رانی کیتکی یہ دوہا لگی پڑھنے-

ہم نہیں ہنسنے کو رکتے جس کا جی چاہے ہنسے
ہے وہی اپنی کہاوت آ پھنسے جی آ پھنسے

اب تو اپنے پیچھے سارا جھگڑا جھانٹا لگ گیا
پاؤں کا کیا ڈھونڈھتی ہے جی ہیں کانٹا لگ گیا

مدن بان کچھ رانی کیتکی کے آنسو پوچھتے سے چلی - ان نے یہ بات ٹھہرائی جو تم کہیں ٹھہرو تو ہیں تمہارے اجڑے ہوے ماں باپ کو چپ چاپ یہیں لے آؤں اور انہیں سے یہ بات ٹھہراؤں- گسائیں مہندر گر جس کے یہ سب کرتوت ہیں وہ بھی انہیں دونوں اجڑے ہووں کی مٹھی میں ہے - اب بھی جو میرا کہا تمہارے دھیان چڑھے تو گئے ہوے دن پھر پھر سکتے ہیں، پر تمہاری کچھ بھاویں نہیں، ہم کیا پڑے بکتے ہیں- ہیں اس پر بیڑا اٹھالی ہوں - بہت دنوں میں رانی کیتکی نے اس پر اچھا کہا اور مدن بان کو اپنے ماں باپ کے پاس بھیجا اور چٹھی اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجی جو آپ سے کچھ ہوسکے تو اس جوگی سے یہ ٹھہرا کے آویں -

(مہاراج اور مہارانی کے پاس مدن بان
کا پھر آنا اور چت چاہی بات کا سنانا)

مدن بان رانی کیتکی کو چھوڑ کر راجہ جگت پرکاس اور رانی

...ON LIBR...
Date ....
ALIGARH.
UNIVERS...
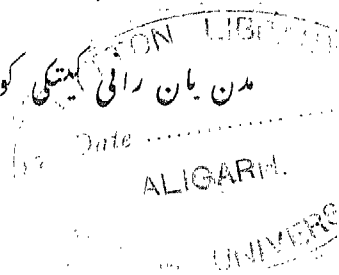
کام لتا جس پہاڑ پر بیٹھے ہوے تھے وہاں جھٹ سے آدیس* کرکے آکھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے لیجیئے آپ کا گھر نئے سر سے بسا اور اچھے دن آے رانی کیتکی کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا، انہیں کے ہاتھہ کی یہ چٹھی لائی ہوں آپ پڑھ لیجیئے آگے سو چاہے سو کیجیئے۔ مہاراج نے اسی بگھمبر میں سے ایک رونگٹا توڑ کر آگ پر دھر دیا۔ بات کی بات میں گسائیں مہندر گر آپہنچے اور جو کچھہ یہ نیا سانگ جوگی اور جوگن کا آیا تھا آنکھوں دیکھا۔ سب کو چھاتی سے لگایا اور کہا بگھمبر اسی لئے میں سونپ گیا تھا جو تم پر کچھہ ہووے تو اس کا ایک رونگٹا پھونک دیجو۔ تمہارے گھر کی یہ گت ہو گئی اب تک تم کیا کر رہے تھے اور کن نیندوں سو رہے تھے۔ پر تم کیا کرو وہ کھلاڑی جو روپ چاہے سو دیکھاوے، جو جو ناچ چاہے سو نچاوے، بھبوت لڑکی کو کیا دینا تھا۔ ہرن ہرنی اودے بھان اور سورج بھان اس کے باپ کو اور لچھمی باس کو میں نے کیا تھا، میرے آگے ان تینوں کو جیسے کا تیسا کرنا کچھہ بڑی بات نہ تھی۔ اچھا، ہوئی سو ہوئی، اب چلو اٹھو، اپنے راج پر براجو اور بیاہ کا ٹھاٹھہ کرو۔ اب تم اپنی بیٹی کو سمیٹو، کنور اودے بھان کو میں نے

---

* جوگیوں کا سلام –

اپنا بیٹھا کیا اور اس کو لیکے میں بیاھنے چڑھوں گا - مہا راج یہ سنتے ہی اپنے راج کی گدی پر آ بیٹھے اور اسی گھڑی کہہ دیا سارے چھتوں کو اور کوٹھوں کو گوٹے سے منڈھ لو اور سونے روپے کے روپہلے سنہرے سب جھاڑ اور پہاڑوں پر باند دو اور پیڑوں میں موتی کی لڑیاں گوندھو اور کہہ دو چالیس دن چالیس رات تک جس گھر ناچ آٹھ پہر نہ رہے گا اس گھر والے سے میں روٹھ رہوں گا اور جانوں گا یہ میرے دکھ سکھ کا ساتھی نہیں - چھ مہینے جد* کوئی چلنے والا کہیں نہ ٹھہرے اور رات دن چلا جاے اس ہیر پھیر میں وہ راج سب کہیں تھا' یہی ڈول ہو گیا -

(جانا مہاراج اور مہارانی اور گسائیں
مہندر گر کا رانی کیتکی کے لینے کے لیے)

پھر گرو جی اور مہاراج اور مہارانی، مدن بان کے ساتھ وہاں آپہونچے جہاں رانی کیتکی چپ چاپ سن کھینچی بیٹھی تھی - گرو جی نے رانی کیتکی کو اپنے گود میں لیکے کنور اودے بھان کا چڑھاوا چڑھا دیا اور کہا تم

---

* جب

اپنے ماں باپ کے ساتھ اپنے گھر سدہارو، اب ہیں اپنے بیٹے کنور
اودے بھان کو لئے آتا ھوں - گروجی گسائیں جن کو ڈنڈوت
ہے سو تو یوں سدہارتے ہیں آگے جو ہو گی سو کہنے ہیں آوے گی،
یہاں کی یہ دہوم دہام اور پھیلاوا دھیان کیجے - مہاراجہ جگت
پرکاس نے اپنے سارے دیس ہیں کہا یہ پکار دیں جو یہ نہ کرے گا
اس کی بری گت ھوگی - گانو ہیں آمنے سامنے تر پولئے بنا بنا کے
سوہے * کپڑے ان پر لگادو اور گوٹ دھنک کی اور گوکھرو روپہلی
سنہری اور کرنیں اور ڈانک ٹانک ٹانک رکھو اور جتنے بڑھ
پیپل کے پرانے پرانے پیڑ جہاں جہاں ہوں ان پر گوٹوں
کے پھولوں کے سہرے ھرے بھرے ایسے جس ہین سر سے لگا جڑ
تک ان کی ٹھلک اور جھلک پہونچے باندہ دو - پودوں نے رنگا
کے سوہے جوڑے پہنے، سو پانوں ڈالیوں نے توڑے پہنے بوٹی بوٹی
نے پھول پھل کے گہنے، جو بہت نہ تھے تو تھوڑے تھوڑے پہنے، جتنے ڈھڈھے
اور ھریاول ہیں لہلہے پات تھے اپنے اپنے ہاتھ ہیں پچھی مہندی
کی چاوٹ سجاوٹ کے ساتھ جتنی سماوٹ ہین سماسکی کر لی اور
جہاں تک نول † بیاہی دلہن ننھی ننھی پھلیوں کے اور

* لال † نئی

سہاگنیں نئی نئی کلیوں کے جوڑے پنکھڑیوں کے پہنے ہوئی تھیں، سب نے اپنی اپنی گود سہاگ پیار کے پھول اور پھلوں سے بھر لی اور تین برس کا پیسا جو لوگ دیا کرتے تھے اس راجہ کے راج بھر میں جس جس ڈھب سے ہوا کھیتی باڑی کر کے؛ ہل جوت کے اور کپڑا لتا بیچ کھونچ کے، سو سب ان کو چھوڑ دیا۔ اپنے گھروں میں بناؤ کے ٹھاٹھ کریں اور جتنے راج بھر میں کوئیں تھے کھنڈ سالوں کی کھنڈ سالیں لے جا ان میں اونڈیلیں گئیں اور سارے بنوں میں اور پہاڑ تلیوں میں لالٹینوں کی بہار جھم جھماہٹ راتوں کو دیکھائی دینے لگی، اور جتنی جھیلیں تھیں ان سب میں کسم اور ٹیسو اور ہار سنگار تیر گیا اور کیسری بھی تھوڑی تھوڑی گھولنے میں آ گئی اور پھننگ سے لگا جڑ تک جتنے جھاڑ جھنکاڑوں میں پتے اور پتوں کے بندھے چھوٹے تھے ان میں روپہلے سنہرے ڈانک گوند لگا لگا کے چپکا دئے اور کہہ دیا گیا جو سوہی پگڑی اور سوہے باگے بن کوئی کسی ڈول کسی روپ سے نہ پھرے چلے اور جتنے گوئے، نچوئے* بھانڈ بھگتیے، ڈہاڑی، راس دہاری اور سنگیت ناچتے ہوئے ہوں سب کو کہہ دیا،

* (ن) نچنئے

جن جن گانوں میں جہاں جہاں ہوں اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر اچھے اچھے بچھونے بچھا کر گاتے بجاتے دھومیں مچاتے ناچتے کودتے رہا کریں۔

(ڈھونڈھنا گوسائیں مہندر گر کا کنور اودے بھان
اور اس کے ماں باپ کو اور نہ پانا اور بہت سا
تلملانا اور راجہ اندر کا اس کی چٹھی پڑھ کے آنا)

یہاں کی بات اور چہلیں جو کچھ ہیں سو یہیں رہنے دو اب آگے یہ سنو۔ جوگی مہندر گر اور اس کے نوے لاکھ اتیتوں نے سارے بن کے بن چھان مارے کہیں کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ کا ٹھکانا نہ لگا۔ تب ان نے راجہ اندر کو چٹھی لکھ بھیجی۔ اس چٹھی میں یہ لکھا ہوا تھا۔ تینوں جنوں کو میں نے ہرن اور ہرنی کر ڈالا تھا اب ان کو ڈھونڈھتا پھرتا ہوں کہیں نہیں ملتے اور میری جتنی سکت تھی اپنے سے کر چکا ہوں اور اب میرے منہ سے نکلا کنور اودے بھان میرا بیٹا اور میں اس کا باپ۔ سسرال میں سب بیاہ کے ٹھاٹھ ہو رہے ہیں اب مجھ پر بہت گاڑھ* ہے

* مشکل

جو تم سے ہو سکے سو کرو - راجہ اندر گرو مہندر گر کے دیکھنے کو سب اندراسن* سمیت آپ آن پہنچا ہے اور کہتا ہے جیسا آپ کا بیٹا تیسا† میرا بیٹا- آپ کے ساتھ میں سارے اندر لوک کو سمیٹ کے کنور اودے بھان کو بیاھنے چڑھوں گا - گسائیں مہندر گر نے راجہ اندر سے کہا ہماری آپ کی ایک ہی بات ہے پر کچھ ایسی سو جھایئے جس میں وہ اودے بھان ہاتھ آوے یں یہاں جتنے گوئیے اور گائنیں ہیں ان سب کو ساتھ لیکے ہم اور آپ سارے بنوں میں پھریں کہیں نہ کہیں ٹھکانا لگ جاے گا—

(ہرن اور ہرنیوں کے کھیل کا بگڑنا اور
نئے سر سے کنور اودے بھان کا روپ پکڑنا)

ایک رات راجہ اندر اور گسائیں مہندر گر نکھری ہوئی چاندنی میں بیٹھے راگ سن رہے تھے کروڑوں ہرن آس پاس ان‡ کے راگ کے دھیان میں چوکڑی بھولے سر جھکائے کھڑے تھے - اس میں راجہ اندر نے کہا کہ سب ہرنوں پر پڑھ کے میری سنگت کرو

* اندر کا تخت - اندر کا اکھاڑا - † (ن) ویسا -
‡ (ن) آن -

کے بھگت پھر و منتر ایسری* باچا، ایک ایک چھینٹا پانی کا دو - کیا جانے وہ پانی کیا تھا پانی کے چھینٹے کے ساتھہ ہی کنور اودے بھان اور ان کے ماں باپ تینوں جنے ہرنوں کا روپ چھوڑ کر جیسے تھے ویسے ہو جاتے ہیں - مہندر گر اور راجہ اندر ان تینوں کو گلے لگاتے ہیں اور پاس اپنے بڑی آؤ بھگت سے بٹھاتے ہیں اور وہی پانی کا گھڑا اپنے لوگوں کو دیکر وہاں پہنچوا† دیتے ہیں جہاں سر منڈواتے ہی اولے پڑے تھے - راجہ اندر کے لوگ جو پانی کے چھینٹے وہی ایسری باچ پڑھ کے دیتے ہیں جو جو مر مٹے تھے سب اٹھہ کھڑے ہوتے ہیں اور جو جو ادہموے ہو کے بھاگ بچے تھے سب سمٹ آتے ہیں - راجہ اندر اور مہندر گر کنور اودے بھان اور راجہ سورج بھان اور رانی لچھمی باس کو لیکر ایک اڑن کھٹولے پر بیٹھہ کر بڑی دہوم دہام سے ان کے‡ اپے راج پر بیٹھا کر بیاہ کے ٹھاٹھہ کرتے ہیں، پنسیریوں ہیری موتی ان سب پر نچھاور ہوتے ہیں - راجہ سورج بھان اور اودی بھان اور ان کی ماں رانی لچھمی باس چت چاہی آس پا کر پھولے اپنے آپ

* (ن) ایسرو باچ   † (ن) پہنچا -   ‡ (ن) کو -

ہیں نہیں سماتے اور سارے اپنے راج کو یہی کہتے جاتے ہیں جوڑے* بھونرے کے منہ کھول دو اور جس جس کو جو اکٹ† سوجھے بول دو - آج کے دن سے اور کون سا دن ہوگا ہماری آنکھوں کی پتلیوں کا جس سے چین ہے - اس لاڈلے اکلوتے کا بیاہ اور ہم تینوں کا ہرنوں کے روپ سے نکل کر پھر راج پر بیٹھنا - پہلے تو یہ چاہیئے جن جن کی بیٹیاں بن بیاھیاں کنواریاں بالیاں ہوں ان سب کو اتنا کر دو کہ جو اپنی جس جس چاؤ چوچ سے چاہیں اپنی اپنی گڑیاں سنوار کے اٹھا دیں اور جب تک جیتی رہیں ہماری یہاں سی کھایا پیا لکایا رندھا کریں اور سب راج بھر کی بیٹیاں سدا سہاگنیں بنی رہیں اور سوہے رائے‡ چھٹ کبھی کوئی کچھ نہ پہنا کریں اور سونے روپے کے کواڑ گنگا جمنی سب گھروں میں لگ جائیں - سب کوٹھوں کے ماتھوں پر کیسر اور چندن کے ٹیکے لگے ہوں اور جتنے پہاڑ ہمارے دیس میں ہوں اتنے اتنے ہی روپے سونے کے پہاڑ آمنے سامنے کھڑے ہو جائیں اور سب ڈانگوں$ کی چوٹیاں موتیوں کی مانگ سے بن مانگے بھر جائیں

---

* کھتے - تہ خانے -　　† مشکل -　　‡ سرخ -
$ پہاڑ کی چوٹی -

اور پھولوں کے گہنے اور بندن واروں سے سب جھاڑ پہاڑ لدے پھندے رہیں اور اس راج سے لگا اس راج تک ادھر میں چھت سی باندہ دو چپا چپا کہیں نہ رہے جہاں بھیڑ بھڑکا دہوم دھڑکا نہ ہونا چاہیئے - پھول اتنے بہت سارے کھنڈ جائیں جو ندیاں جیسی سچ مچ پھول کی بہتیاں ہیں یہ سمجھا جاے - اور یہ ڈول کر دو جدھر سے دولھا کو بیاھنے چڑھیں سب لالڑی اور ہیرے اور پکھراج کی ادھر ادھر کنول کی ٹٹیاں بن جائیں اور کیاریاں سی ہو جائیں ، جن کے بیچوں بیچ سے ہو نکلیں اور کوئی ڈانگ اور پہاڑ تلی کا اتار چڑھاؤ ایسا دیکھائی نہ دے جس کی گود پکھر وٹوں اور پھول پھلوں سے بھری بھتولی نہ ہو -

(راجہ اندر کا ٹھاٹھہ کرنا اودے بھان کے بیاھنے کے لئے)

راجہ اندر نے کہہ دیا وہ رنڈیاں چلبلیاں جو اپنے مدہ میں اڑ چلیاں ہیں ان سے کہہ دو سولہ سنگار بال بال گج موتی پروو ، اپنے اپنے اچرج اور اچنبھے کے اڑن کھٹولوں کے اس راج سے اس راج تک ادھر میں چھت سی باندہ دو ، پر کچھہ ایسے روپ سے اوڑ چلو

جو ارٹن کھٹولوں کی کیاریاں اور پھلواریاں سی سیکڑوں کوس تک
ہو جائیں اور اوپر ہی اوپر مردنگ، بین جلترنگ، منہ چنگ، گھونگھرو،
تبلے، کٹ تال* اور سیکڑوں اس ڈھب کے انوکھے باجے بجتے
آئیں اور ان کیاریوں کے بیچ میں ہیرے پکھراج ان بندھے
موتیوں کے جھاڑ اور لال ٹینوں کی بھیڑ بھاڑ کی جھم جھماہٹ
دیکھائی دے اور انہیں لال ٹینوں میں سے ہتھ پھول، پھلجھڑیاں
جاہی، جوہیاں، کدم، گیندا، چنبیلی اس ڈھب سے چھوٹے کہ
دیکھتوں کی چھاتیوں کے کواڑ کھل جائیں اور پٹاخے جو اچھل
اچھل کے پھوٹیں ان میں سے ہنستی سپاری اور بولتے پکھروٹے
ڈھل ڈھل پڑیں اور جب تم سب کو ہنسی آوے تو چاہیئے اس
ہنسی کے ساتھ موتی کی لڑیاں جھڑیں جو سب کے سب ان کو چن
چن کے راج راجے ہو جاویں۔ ڈومنیوں کے روپ میں سارنگیاں
چھیڑ چھیڑ سوہیلے گاؤ، دونوں ہاتھ ہلاؤ، انگلیاں نچاؤ، جو کسی
نے نہ سنے ہوں وہ تاؤ بھاؤ آؤ جاؤ راؤ چاؤ دکھاؤ۔ ٹھڈیاں
کپکپاؤ اور ناک بھویں تان تان بھاؤ بتاؤ، کوئی پھوٹ کر رہ
نہ جاؤ۔ ایسا بھاؤ جو لاکھوں برس میں ہوتا ہے، جو جو راجہ اندر نے

---

* (ن) کرتال

اپنے منہ سے نکالا تھا آنکھ کے جھپک کے ساتھ وہی ہونے لگا
اور جو کچھ ان دونوں مہاراجوں نے ادھر اودھر کہہ دیا تھا سب
کچھ اسی روپ سے ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ جس بیاھنے کی یہ کچھ
پھیلاوٹ اور جماوٹ اور رچاوٹ اوپر تلے اس جگھٹے کے ساتھ ہو کہ
اس کا اور کچھ پھیلاوا کیا کچھ ہو گا یہ دھیان کر لو۔

(ٹھاٹھ گسائیں مہندر گر کا)

جب کنور اودے بھان اس روپ سے بیاھنے چڑھے اور وہ
باہمن جو اندھیری کوٹھری میں موندا ہوا تھا اس کو بھی ساتھ
لے لیا اور بہت سے ہاتھ جوڑے اور کہا باہمن دیوتا ہمارے کہنے
سننے پر نہ جاؤ، تمھاری جو ریت ہوتی چلی آئی ہے بتاتے چلو۔
ایک ارٹن کھٹولے پر وہ بھی ریت بتانے کو ساتھ ہوا۔ راجہ
اندر اور گسائیں مہندر گر ایراوت* ہاتھی پر جھومتے جھامتے دیکھتے
بھالتے سارا اکھاڑا لئے چلے جاتے تھے۔ راجہ سورج بھان دولھے کے
گھوڑے کے ساتھ مالا جپتا ہوا پیدل تھا۔ اتنے میں ایک سناٹا

* اندر کے ہاتھی کا نام

ھوا سب گھبرا گئے۔ اس سناٹے میں سے وہ جو جوگی کے نوے لاکھ اتیت بنے تھے سب کے سب جوگی بنے ھوے موتیوں کی لڑیوں کی سیلی گلوں میں ڈالے گاتیاں اسی ڈھب کی باندھے، مرگ چھالوں اور بگھمبروں پر آ ٹپکے۔ انہوں* کے جیوڑن میں جتنی امنگیں چھا رہی تھیں وہ چوگنی پچگنی ہو گئیں۔ سکھپال اور چنڈولوں پر اور رتھوں پر جتنی رانیاں مہارانی لچھمی باس کے پیچھے چلی آتی تھیں سب کو گدگدیاں سی ہونے لگیں۔ اس میں کہیں بھرتری کا سانگ آیا، کہیں جوگی جے پال آکھڑے ہوے، کہیں مہادیو جی اور پاربتی جی دیکھائی پڑے، کہیں گورکھ جاگے، کہیں مچھندر ناتھ بھاگے، کہیں مچھ، کچھ، براہ، سنمکھ ہوے، کہیں پرسرام کہیں باون روپ کہیں ہرناکس اور نرسنگھ، کہیں رام لچھمن سیتا سامنے آے، کہیں راون اور لنکا کا بکھیڑا سارے کا سارا دیکھائی دینے لگا، کہیں کنہیا جی کا جنم اشٹمی ہونا اور باسدیو کا گوکل لے جانا اور ان کا اس روپ سے بڑھ چلنا اور گائیں چرانی اور مورلی بجانی اور گوپیوں سے دھومیں مچانی اور رادھا کا رس کبجا کا بس کرلینا، کہیں بنسی بٹ، چیر گھاٹ، بندرابن، کریل کی کنج

---

* (ن) لوگوں۔

بندرا بن سیوا گنج برسانے میں رہنا اور اس کنہیا سے جو جو کچھ ہوا تھا سب کا سب جیوں کا تیوں آنکھوں میں آنا اور دوارکا میں جانا اور وہیں سونے کے گھر بنانا اور پھر برج کو نہ آنا اور سولہ سو گوپیوں کا تلملانا سامنے آگیا۔ ان گوپیوں میں سے اودھو کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوپی کے اس کہنے نے سب کو رولا دیا جو اس ڈھب سے بول کے روندھے ہوے جی کو کھولتی تھی۔

کبت

جب چھانڑ کریل کی کنجن کوں ہری دوارکا جیو ماں جاے بسی
*مگدھوت کے دھام بناے گھنے مہراجن کے مہاراج بھیٔ
تج مور مکٹ اور کامریا† کچھو اور ہی ناتے جور لیٔ
دھرے روپ نیٔ کیٔ نیہہ نیٔ اور گیاں چرائیو بھول گیٔ

اچھا پنا گھاٹوں کا

جتنے گھاٹ دونوں راج کی ندیوں میں تھی کچی چاندی کے تھکے سے ہو کر لوگوں کو ہکا بکا کر رہے تھے۔ نواڑے، بھولیے، بجرے

---

* (ن) کل دھوت۔ † (بمعنی کملی)۔

لچکے، مور پنکھی، سونا مکھی، سیام سندر، رام سندر، اور جتنی ڈھب کی ناویں تھیں ستھرے روپ سے سجی سجائی، کسی کسائی سو سو لچکیں کھاتیاں آتیاں جاتیاں لہراتیاں پڑی پھرتیاں تھیں۔ ان سب پر یہی گویے، کنچنیاں، رام جنیاں، ڈومنیاں، کھچا کھچ بھری اپنے اپنے کرتب میں ناچتی گاتی بجاتی، کودتی پھاندتی، دھومیں مچاتیاں، انگڑائیاں جمہائیاں، انگلیاں نچاتیاں اور ڈھلی پھرتیاں تھیں اور کوئی ناو ایسی نہ تھی جو سونے روپے کے پتروں سے منڈی ہوئی اور اساوری* سے ڈھکی ہوئی نہ ہو اور بہت سی ناوں پر ہنڈولے بھی اسی ڈھب کے، ان پر گائنیں بیٹھی جھولتی ہوئیں سوہے، کدارے اور باگیسری کانھڑے میں گا رہیں تھیں۔ دل بادل ایسے نواڑوں کے سب جھیلوں میں بھی چھا رہے تھے۔

(آپہنچنا کنور اودے بھان کا بیاہنے کے
ٹھاٹھ کے ساتھ دلہن کی ڈیوڑھی پر)

اس دھوم دھام کے ساتھ کنور اودے بھان سہرا باندھے جب

---

* ریشمی کپڑا۔

دلہن کے گھر تلک آن پہنچا اور جو ریتیں ان کے گھرانے میں ہوتی چلی آتیاں تھیں ہونے لگیاں، مدن بان رانی کیتکی سے ٹھٹھولی کرکے بولی "اب سکھہ سمیٹئے بھر بھر جھولی، سر نہو ڑاے کیا بیٹھی ہو، آو، نہ ٹک ہم تم مل کے جھروکوں سے انہیں جھانکیں"۔ رانی کیتکی نے کہا "اری ایسی نلجی باتیں ہم سے نہ کر، ایسی ہمیں کیا پڑی جو اس گھڑی ایسی کڑی جھیل کر ریل پیل میں اٹھیں* اور تیل پھلیل میں بھری ہوئی ان کے جھانکنے کو جا کھڑی ہوں"۔ مدن بان اس رکھائی کو اوڑن گھائی کے انٹیوں میں کر بولی۔ دوہے اپنی بولی میں۔

دوھا

یوں تو دیکھو واچھڑے جی واچھڑے جی واچھڑے
ہم سے اب آنے لگی ہیں آپ یوں مہرے کڑے
چھان مارے بن کے بن تھے آپ نے جن کے لئے
وہ ہرن جوبن کے مدہ میں ہیں بنے دولہ کھڑے
تم نہ جاو دیکھنے کو جو انہیں، کچھہ بات ہے
جھانکتے اس دھیان میں ہیں ان کو سب چھوٹے بڑے

---

* (ن) اس اپٹن

ہے کہاوت "جی کو بھاوے یوں ہی پر منڈیا ہلاے"
لے چلیں گے آپ کو ہم ہیں اسی دھن پر اڑے
سانس ٹھنڈی بھر کے رانی کیتکی بولی کہ سچ
سب تو اچھا کچھ ہوا پر اب بکھیڑے ہیں پڑے

(واری پھیری ہونا مدن بان کا رانی کیتکی پر اور
اس کی باس کا سونگھنا اور انیدے پن سے اونگھنا)

اس گھڑی کچھ مدن بان کو رانی کیتکی کے مانجھے کا جوڑا اور بھینا بھینا پن اور انکھڑیوں کا لجانا اور بکھرا بکھرا جانا بھلا لگ گیا تو رانی کیتکی کی باس سونگھنے لگی اور اپنی آنکھوں کو ایسا کرلیا جیسے کوئی کسی کو اُنگھنی لگتی ہے سر سے لگا پاؤں تک واری پھیری ہو کے تلوے سہلانے لگی، رانی کیتکی جھٹ سے دھیمے سے ہنس کے لچکے کے ساتھ اٹھی- مدن بان بولی میرے ہاتھ کے ٹھوکے سے وہ ہی پانو کا چھالا دکھ گیا ہوگا جو ہرنوں کی ڈھونڈھا ڈھونڈھ میں پڑ گیا تھا- ایسی دکھتی چٹکی کی چوٹ سے مسوس کر رانی کیتکی نے کہا کانٹا اڑا تو اڑا اور چھالا پڑا تو پڑا پر نگوڑی تو

کیوں میرا پنچھالا ہوئی ۔

(سراہنا رانی کیتکی کے جوبن کا)

رانی کیتکی کا بھلا لگنا لکھنے پڑھنے سے باہر ہے - وہ دونوں بھووں کی کھچاوٹ اور پتلیوں میں لاج کی سماوٹ اور نکیلی پلکوں کے روندا ہٹ اور ہنسی کی لگاوٹ، دنتڑیوں میں مسیوں کے اوداہٹ اور اتنی سی رکاوٹ سے ناک اور تیوری چڑھا لینا اور سہیلیوں کا گالیاں دینا اور چل نکلنا اور ہرنیوں* کے روپ سے کرچھالیں† مار پرے اوچھلنا کچھ کہنے میں نہیں آتا ۔

(سراہنا کنور جی کے جوبن کا)

کنور اودے بھان کے اچھے پن میں کچھ چل نکلنا کسی سے ہو نہ سکے - ہائے رے! ان کی اوبھار کے دنوں کا سہانا پن اور چال ڈھال کا اچھن پچھن‡، اٹھتی ہوئی کونپل کی پھبن اور مکھڑے کا گدرایا ہوا جوبن جیسے بڑے تڑکے ہرے بھرے پہاڑوں کی گود سورج کی کرن نکل آتی ہے، یہی روپ تھا ان کی بھیگتی مسوں سے رس کا ٹپکا پڑنا اور اپنی پرچھائیں دیکھ کر اکڑنا، جہاں

---

* (ن) ہرنوں † کود کا اُچھلنا - ‡ حسن -

تہاں چھانھ اس کا ڈول ٹھیک ٹھاک، ان کے پانوں تلے جیسے دھوپ تھی-

(دولہا اودے بھان کا سنگاسن پر بیٹھنا)

دولہا اودے بھان سنگاسن پر بیٹھا، ادھر ادھر راجہ اندر اور جوگی مہندر گر جم گئے- دولہ کا باپ اپنے بیٹے کے پیچھے مالا لئے کچھ کچھ گنگنانے لگا اور ناچ لگا ہونے اور ادھر ہیں جو اوڑن کھٹولے اندر کے اکھاڑے کے تھے سب کے سب اس روپ سے چھت باندھے ہوئے ٹھہر کا گئے- مہا رانیاں دونوں سمدھنیں آپس ہیں ملیاں جلیاں اور دیکھنے داکھنے کو کوٹھوں پر چندن کے کواڑوں کے اڑتلوں ہیں آ بیٹھیاں - سانگ سنگیت بھنڈ تال رہس* ہونے لگا - جتنے راگ اور راگنیاں تھیں یمن کلیاں، جھنجھوٹی، کانڑا، کھماچ، سوھنی، پرج، بہاگ، سوھرٹ، کالنگڑا، بھیرویں، کھٹ للت، بھیروں روپ پکڑے ہوئے سچ مچ کے جیسے گانے والے ہوتے ہیں اسی روپ سے اپنے اپنے سمے پر گانے لگے اور گانے لگیاں- اس ناچ کا جو بھاؤ تاؤ رچاوٹ کے ساتھ

---

* ہنسی دل لگی-

ہوا کس کا منہ جو کہہ سکے، جتنے وہاں کے سکھ چین کے گھر تھے
مادھو بلاس، رس دھام، کشن نواس، مچھی بھون، چندر بھون سب
کے سب لپتّے سے لپٹی* اور سچے موتیوں کے جھالریں اپنی اپنی
گانٹھ میں سمیٹے ہوے ایک پھبن کے ساتھ متوالوں کے روپ
سے جھوم جھوم† بیٹھنے والوں کے منہ چوم رہے تھے۔ بیچوں بیچ
ان سب گھروں کے ایک آرسی‡ دھام بنایا تھا جس کی چھت اور
کواڑ اور آنگن میں آرسی چھٹ لکڑی اینٹ پتھر کے پُٹ،
ایک انگلی کے پورے بھر نہ تھی۔ جالی$ کا جوڑا پہنے ہوئے چودھویں
رات جب گھڑی چھہ ایک رہ گئی، تب رانی کیتکی سی دلہن کو
اس آرسی بھون میں بیٹھا کر دولہ کو بلا بھیجا۔ کنور اودے بھان
کنہیا بنا ہوا سر پر مکٹ دھرے سہرا باندھے اسی تڑاوے§ اور
جمگھٹ کے ساتھ چاند سا مکھڑا لئے جا پہنچا۔ جس جس ڈھب سے
باہمن اور پنڈت کہتے گئے اور جو مہاراجوں میں ریتیں چلی
آتیاں تھیں اسی ڈول سے اسی روپ سے بھونری گٹھ جوڑا

---

* (ن) لپیٹے۔ † (ن) جھوم۔
‡ آئینہ خانہ $ (ن) چاندنی۔
§ نمود و نمائش۔

ALIGARH UNIVERSITY

سب کچھ ہو گیا

دوہے اپنی بولی کے

اب اودے بھان اور رانی کیتکی دونوں ملے
آس کے جو پھول کملائے ہوئے تھے پھر کھلے
چین ہوتا ہی نہ تھا جس ایک کو اس ایک بن
رہنے سہنے سو لگے آپس میں اپنے رات دن
اے کھلاڑی یہ بہت تھا کچھ نہیں تھوڑا ہوا
آن کر آپس میں جو دونوں کا گٹھ جوڑا ہوا
چاہ کے ڈوبے ہوئے اے میرے داتا سب تریں
دن پھرے جیسے انہوں کے ایسے اپنے دن پھریں

وے اوڑن کھٹولے والیاں جو ادھر میں چھت باندھے ہوئے تھرک رہی تھیں بھر بھر جھولیاں اور مٹھیاں ہیرے اور موتیوں سے نچھاور کرنے کے لئے اوتر آئیاں اور اوڑن کھٹولے جوں کے توں ادھر میں چھت باندھے ہوئے کھڑے رہے۔ دولہ دلہن پر سے ساتھ ساتھ واری پھیرے ہونے میں پس پس گیاں اور ان سبھوں کو ایک ہچکی سی لگ گئی۔ راجہ اندر نے دلہن کی

منہہ دیکھائی میں ایک ہیرے کا اکڈال چھپر کھٹ اور ایک
پیڑھی پکھراج کی دی اور ایک پارجات کا پودھا جس سے جو
مانگے سو ھی ملے ، دلہن کے سامھنے لگا دیا اور ایک کام دھین
گاے کی پٹھیا بھی اس کے نیچے باندھ دی اور اکیس لونڈیاں
انہیں اوڑن کھٹولے والیوں سے جن کے اچھی سے اچھی ستھری گاتی
بجاتیاں ، سیتی پروتیاں ، سگھڑ سے سگھڑ سونپیں اور انہیں کہہ
دیا "رانی کیتکی چھٹ ان کے دولہ سے کچھہ بات چیت نہ رکھیو ،
تمہارے کان پہلے سے مروڑے دیتا ھوں ، نہیں تو سب کی سب پتھر
کی مورتیں بن جاؤ گی اور اپنا کیا آپ پاؤ گی"- اور گسائیں مہندر
گروجی نے باون تولے پاو رتی جو سنتے ہیں اس کے اکیس مٹکی آگے
رکھہ کے کہا "یہ بھی ایک کھیل ہے جب چاہیئے تو بہت سا تانبا گلا کے
ایک اتنی سی اس کی چھوڑ دیجیئے گا کنچن ھو جاے گا"- اور جوگی نے
یہ سبھوں سے کہدیا جو لوگ ان کے بیاہ میں جاگے ہیں ان کے
گھروں میں چالیس دن رات سونے کی ٹڈیوں کے روپ میں
ہن برسیں اور جب تک جئیں کسی بات کو پھر نہ ترسیں -
نو لاکھہ ننانوے گائیں سونے روپے کی سنگھوٹیوں کی ، جڑاؤ
گہنا پہنے ھوئے ، گھنگرو ، جھنجھناتیاں ، باہمنوں کو دان ھوئیں

اور سات برس کا پیسا سارے راج کو چھوڑ دیا۔ بائیس سے ہاتھی اور چھتیس سے اونٹ لدے ہوئے روپوں کے لٹا دئے۔ کوئی اس بھیڑ بھاڑ میں دونوں راج کا رہنے والا ایسا نہ رہا جس کو گھوڑا جوڑا، روپوں کا توڑا، سونے کی جڑاو کڑوں کی جوڑی نہ ملی ہو اور مدن بان چھٹ دولہ دلہن پاس کسی کا ہیاؤ* نہ تھا جو بن بلائے چلی جائے، بن بلائے دوڑی آئے تو وہی آئے اور ہنساوے تو وہی ہنسائے۔ رانی کیتکی کے چھیڑنے کو ان کے کنور اودے بھان کو کنور کنور اجی کہہ کے پکارتی تھی اور اسی بات کو سو سو روپ سے سنوارتی تھی۔

دوہے اپنی بولی کے

گھر بسا جس رات انھوں کا تب مدن بان اس گھڑی
کہہ گئی دولہ دلہن کو ایسی سو باتیں کڑی
باس پا کر کیوڑے کی کیتکی کا جی کھلا
سچ ہے ان دونوں جنوں کو اب کسی کی کیا پڑی

---

* (ن) ہیاؤ یعنی ہمت

کیا نہ آئی لاج کچھ اپنے پرائے کی اجی
تھی ابھی اس بات کی ایسی ابھی کیا ہر بڑی

(دلہن نے اپنے گھونگٹ سے کہا)

جی میں آتا ہے تیرے ہونٹوں کو مل ڈالوں ابھی
بل بے اے رنڈی ترے دانتوں کی مسی کی دھڑی
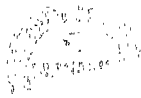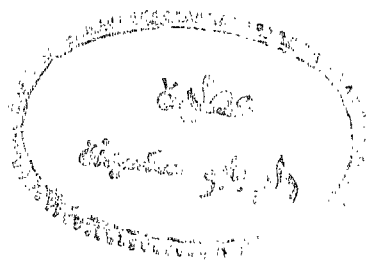
انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد دکن

اپنے ان مہربان اصحاب کی فہرست مرتب کر رہی ہے جو اس بات کی عام اجازت دیدیں کہ آئندہ جو کتاب انجمن سے شائع ہو وہ بغیر ان سے دوبارہ دریافت کئے ' تیار ہوتے ہی ان کی خدمت میں بذریعہ وی پی روانہ کردی جایا کرے - ہمیں امید ہے کہ قدردانان زبان اردو ہمیں عام طور پر اس کی اجازت دیدیں گے کہ ان کے اسمائے گرامی اس فہرست میں درج کرلئے جائیں اور انجمن سے جو نئی کتاب شائع ہو' فوراً بغیر دریافت کئے روانہ کردی جایا کرے - یہ انجمن کی بہت بڑی مدد ہوگی اور آئندہ اسے نئی نئی کتابوں کے طبع کرنے میں بڑی سہولت ہوجائے گی - ہمیں امید ہے کہ ہمارے وہ معاونین جو اردو کی ترقی کے دل سے بھی خواہ ہیں ، اس اعانت کے دینے میں دریغ نہ فرمائیں گے —

ایسے اصحاب انجمن کے رکن سمجھے جائیں گے اور ان کی خدمت میں کل کتابیں جو آئندہ شائع ہوں گی وقتاً فوقتاً چوتھائی قیمت کم کرکے روانہ ہوں گی —

المشتہر

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

اردو

یہ انجمن کا سہ ماہی رسالہ ہے جس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے اور محققانہ اور تنقیدی مضامین درج ہوتے ہیں۔ ہندوستان بھر میں یہی ایک خالص ادبی رسالہ ہے جو اس اہم خدمت کو خاص حیثیت سے انجام دے رہا ہے۔ اردو مطبوعات اور رسالوں پر اس کے تبصرے امتیازی شان رکھتے ہیں۔

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک سات روپے سکۂ انگریزی
[آٹھ روپے سکۂ عثمانیہ]

سائنس

انجمن ترقی اردو کا سہ ماہی رسالہ

جس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اردو داں میں مقبول کیا جائے۔ دنیا میں سائنس کے متعلق جو نئی نئی بحثیں یا ایجادیں اور اختراعیں ہو رہی ہیں یا جو جدید انکشافات وقتاً فوقتاً ہوں گے، ان کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے۔ ان تمام مسائل کو حتی الامکان صاف اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس سے اردو زبان کی ترقی اور اہل وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے —

سالانہ چندہ آٹھ روپے سکۂ انگریزی (نو روپے چار آنے سکۂ عثمانیہ)

امید ہے کہ اردو زبان کے بہی خواہ اور علم کے شائق اس کی سرپرستی فرمائیں گے —

المشتہر
انجمن ترقی اردو - اورنگ آباد (دکن)

UNIVERSITY